بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یَا حَبِیْب

القول الصواب فی مسئلۃ الحجاب

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

ایں ہمہ آفت کہ بہ تن میرسد
از نظر توبہ شکن میرسد
دیدہ فرو پوش چوں دردر صدف
تانشوی تیر بلا را صدف

اکبرالہ آبادی کہتا ہے:

بے پردہ کل جو چند نظر آئیں بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کے پردے کو کیا ہوا؟
بولیں وہ ہنس کے، عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

ناظرین کرام!۔ چونکہ پردہ ایک ایسا زبردست شریفانہ وصف ہے کہ شریف طبقہ اسے خاص طور پر نظر وقعت سے دیکھتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ شریعت اسلامیہ کا پابند ہو یا نہ ہو۔ اس میں شرم وحیاء نسوانی کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔ بنابریں کوئی خاص ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر خامہ فرسائی کی جاتی لیکن جب کہ فضائے عالم تاریک تر ہونے لگی اور صحبت اغیار کا برا اثر ہر کہ ومہ پر اس قدر پڑا کہ تعلیم یافتہ مہذب افراد بھی اسے غیر ضروری قرار دے کر اپنے اپنے خیالات طشت ازبام کرنے لگے اور علماء کرام متبعین سید الانام کے افعال وافہام پر حملہ کرتے ہوئے یہ کہنے لگے: کہ آج تک پردہ کی حقیقت کسی نے نہ سمجھی لو آج ہم دنیا کو سمجھاتے

ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں نصوص قرآن کریم کے معانی بھی محض پاس سخن کیلئے بدل بدلا کر اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی غرض سے علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ پردہ محض جسم کا ہے منہ، ہاتھ، پاؤں پوشیدہ رکھنے کا نام نہیں۔ آہ ع

بریں تہذیب وفہمش خلق را باید فغاں کردن

مجبوراً مجھے بھی اس کی تحقیق کی طرف رجوع کرنا پڑا تا کہ عوام الناس پر لائح وواضح ہو جائے کہ شریعت اسلام پردہ کی کیا حقیقت بتا رہی ہے اور لیڈر صاحبان کا خانہ ساز پردہ کیا ہے؟

وما توفیقی الا باللہ

خیر اندیش فقیر ابوالبرکات سید احمد قادری

ناظم مرکزی حزب الاحناف لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد والثناء لولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ وعلی الہ وصحبہ

قبل اس کے کہ ہم پردہ کے وجوب پر دلائل شرعیہ کے لحاظ سے روشنی ڈالیں یہ مناسب ہے کہ لفظ عورت اور زینت کی تحقیق لغوی کر لی جائے تا کہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ عورت کو عورت کس غرض سے کہا جاتا ہے؟ ملاحظہ ہو!

منتہی الارب میں ہے:

عورۃ بالفتح اندام شرم مردم وہو ما بین السرۃ الی الرکبۃ وہر چہ از دیدن آں شرم آید۔ یعنی عورت زبان عربی میں انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں جس کے دیکھنے سے شرم وعار لاحق ہو اور اس کا پردہ کرنا اور دیکھنا دکھانا موجب ننگ وعار ہو۔

مفردات امام راغب میں ہے:

العورۃ سوءۃ الانسان و ذالک کناۃ و اصلھا من العار و ذالک و لما یلحق فی ظھور من العار ای المذمۃ و لذالک سمی النساء عورۃ☆

یعنی عورت انسان کی شرمگاہ کا نام ہے، اور یہ مشتق ہے عار سے اس واسطے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو شرم لاحق ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔ علاوہ ازیں دیگر کتب لغت بھی یہی معنی بتا رہی ہیں۔ لیکن بخوف طوالت اسی پر اکتفاء کر کے گزارش ہے کہ بلا ظہور دلیل شرعی اتباع لغت سے ہی ہمارا دعوی ثابت ہے۔ وللہ الحمد!

اب سمجھ لیجئے کہ عورت کو عورت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ از سرتا پا پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے تو انصاف سے فرمایئے اس کا چہرہ اور دست و پا کا کھلا رکھنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ بہ نسبت باقی تمام جسم کے عورت کا چہرہ

زیادہ تر موجب فتنہ وفساد ہوتا ہے۔اسی لیے شعراء بھی چہرہ ہی کو زیادہ تر اشعار میں باندھتے ہیں۔مثلاً وجہہ کالقمر،اس کا چہرہ چاند سا ہے اس کے رخسارے گلاب کے پھول ہیں۔اس کے بازو تلوار ہیں۔اس کے لب تیغ آبدار ہیں۔وغیرہ وغیرہ لہٰذا عرفاً بھی ثابت ہے کہ چہرہ بالخصوص واجب الستر ہے۔

لفظ زینت کی تحقیق

لفظ زینت کی تحقیق بھی کر لیجئے تاکہ آگے چل کر دلائل شرعیہ کے مفہوم میں غلط فہمی نہ ہو زینت لغت میں اسباب آرائش یعنی زیور،لباس وغیرہ کو کہتے ہیں۔چنانچہ صاحب مفردات علامہ امام راغب اس کو تین اقسام پر منقسم فرماتے ہیں:

(۱) زینت نفسیہ (۲) زینت بدنیہ (۳) زینت خارجیہ

زینت نفسیہ کے لئے علم واعتقاد حسن کی ضرورت ہے۔زینت بدنیہ کیلئے حسن وجمال وخط وخال وقوۃ وقد موزوں لازمی ہے۔زینت خارجیہ کیلئے مال وجاہ کی احتیاج ہے۔بعینہ عبارۃ مفردات ملاحظہ ہو:

وَالزِّيْنَةُ بِالْقَوْلِ الْمُجْمَلِ ثَلَاثٌ (۱) زِيْنَةٌ نَفْسِيَّةٌ كَالْعِلْمِ وَالْاِعْتِقَادِ الْحَسَنَةِ (۲) وَزِيْنَةٌ بَدَنِيَّةٌ كَالْقُوَّةِ وَطُوْلِ الْقَامَةِ (۳) وَزِيْنَةٌ خَارِجِيَّةٌ كَالْمَالِ وَالْجَاهِ

واضح رہے کہ قرآن پاک میں لفظ زینت باختلاف صیغوں مختلف معنی کے لیے مستعمل ہوا ہے۔چانچہ ملاحظہ ہو!

سورۃ اعراف میں ارشاد ہوا:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۝

اس کے اسباب نزول مفسرین نے متعدد فرمائے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ زمانہ جہالت میں مستورات برہنہ

بدن طواف کرتی تھیں تو حکم ہوا کہ ہر مسجد کے قریب تم کپڑے پہن کر آیا کرو۔

سعید بن جبیر۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایام جاہلت میں مرد لوگ دن کو برہنہ بدن طواف کرتے تھے اور شب کو عورتیں

فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی : اَنْ يَّلْبَسُوْ وَلَا يَتَعَرَّوْا ☆

تو اللہ تعالٰی نے حکم فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن کر طواف کرو برہنہ نہ ہو۔

ان کیلئے یہ ہدایت نازل ہوئی۔ پھر خذوا زینتکم کا شان نزول اس امر کو بتا رہا ہے کہ زینت سے مراد یہاں کپڑے پہننا ہے۔ جس سے عورت مستور ہو سکے۔ سعید عبارت یہ ہے

اَلْمُرَادُ مِنَ الزِّيْنَةِ لُبْسُ الثِّيَابِ الَّتِيْ تَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ سَتْرَ الْعَوْرَةِ وَاجِبٌ فِي الصَّلٰوةِ وَالطَّوَافِ وَفِيْ كُلِّ حَالٍ۔

یعنی مراد زینت سے ایسے کپڑے پہننا ہے جن سے عورۃ پوشیدہ ہو سکے اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ ستر عورت واجب ہے نماز و طواف وغیرہ ہر حالت میں۔

سیدی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلزِّيْنَةُ زِيْنَتَانِ زِيْنَةٌ ظَاهِرَةٌ وَزِيْنَةٌ بَاطِنَةٌ لَا يَرَاهَا اِلَّا الزَّوْجُ ۔ فَاَمَّا الزِّيْنَةُ الظَّاهِرَةُ فَالثِّيَابُ ۔ وَاَمَّا الزِّيْنَةُ الْبَاطِنَةُ فَالْكُحْلُ وَالسِّوَارُ وَالْخَاتَمُ ۔ وَلَفْظُ ابْنِ جَرِيْرٍ فَالظَّاهِرَةُ مِنْهَا الثِّيَابُ وَمَا يَخْفٰى فَالْخَلْخَالَانِ وَالْقُرْطَانِ وَالسِّوَارَانِ ☆

یعنی زینت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری ایک باطنی۔ کہ سوائے خاوند کے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے زینت ظاہری لباس ہے اور زینت باطنی سرمہ، زیور، انگوٹھی ہے۔ اور بروایت ابن جریر جھانجن، بالیاں، کنگن وغیرہ ہیں۔

اب آیہ کریمہ کا حکم ملاحظہ ہو

صریح لفظوں میں ارشاد ہے:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ یعنی نہ ظاہر کریں اپنی زینت۔

اگرچہ یہ حکم عام ہے زینت ظاہری و باطنی کیلئے مگر چونکہ آگے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ارشاد فرما کر زینت ظاہریہ کا استثناء فرمایا ہے۔ اس لیے اس حکم سے مراد زینت باطنی ہے جس میں کنگن، ہار، بالیاں، جھانجن وغیرہ ہیں۔ ان کا چھپانا عورت پر نص صریح سے فرض ہے اور بموجب تاویل ابن مسعود چادر و برقعہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی ان کا چھپانا فرض نہیں۔ یہی علماء کرام کا ارشاد ہے کہ عورت کو اپنی باطنی زینت کا چھپانا فرض ہے اور چادر و برقعہ کے ساتھ بضرورت شدیدہ گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ برقعہ و چادر کے ظاہر کرنے میں گناہ نہیں۔ اس لیے کہ اگر یہ بھی ممنوع قرار دیا جاتا تو تکلیف مالا یطاق تھی۔

مگر آیہ مذکورہ سے یہ ہرگز مستفاد نہیں ہوتا کہ عورت بے نقاب چہرہ کھول کر باہر گشت کرے الا ماظھر منھا کا استثناء صاف بتا رہا ہے کہ جس زینت کا چھپانا محال ہے وہ معاف ہے اور زینت کے لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ لفظ زینت کا اطلاق اسباب آرائش و زیبائش پر ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ زینت نفسیہ ہو یا بدنیہ یا خارجیہ۔

زینت نفسیہ تو یوں ظاہر ہو سکتی ہے کہ اپنے عقائد و اعمال کو سلک تحریر میں لا کر ظاہر کر دے۔ اب رہی زینت بدنیہ تو وہ بغیر شوہر کسی پر ظاہر کرنا جائز نہیں، اور زینت خارجیہ مثل لباس و برقعہ جلباب وغیرہ کے کہ جس کا اجانب سے پوشیدہ کرنا اس کیلئے متعذر ہے بناء علیہ رحیم و کریم جل وعلا نے اس کی اجازت دے دی اور الا ما ظھر منھا فرمادیا۔ مگر اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا کہ مستورات بازاروں میں بے نقاب و بلا حجاب اجانب کو اپنی صورتیں دکھاتی پھریں اور اغیار و غیر محرم انہیں دیکھیں

محض تفسیر بالرائے ہے اور مقصد شرع کے قطعی مخالف۔

حقیقت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ عورتیں بلا ضرورت داعیہ کھلے بندوں باہر پھریں۔ صحابہ کرام کی ازواج کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود بعض ازواج مطہرات سرور عالم ﷺ نے نصوص قرآنیہ کا مفہوم پردہ موجودہ سمجھا۔ چنانچہ جب آیہ کریمہ۔ وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولٰی نازل ہوئی تو حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے یہی سمجھا کہ گھر سے باہر قدم رکھنا بھی ناجائز ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد حج وعمرہ اور نماز پنجگانہ کیلئے بھی حجرہ سے باہر تشریف نہ لائیں۔ حتیٰ کہ عہد فاروقی میں آپ کا جنازہ ہی باہر آیا۔ جب کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حج وعمرہ کیلئے بھی آپ گھر سے باہر تشریف نہیں لاتیں تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں گھر میں ٹھہرنے اور آرام کرنے کا حکم ہے۔

تفسیر روح البیان کی بعینہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ اَلْمَعْنٰی اَلْزِمْنَ یَانِسَاءَ النَّبِیِّ فِی بُیُوتِکُنَّ وَاثْبُتْنَ فِی مَسَاکِنِکُنَّ وَالْخِطَابُ وَاِنْ کَانَ لِنِسَاءِ النَّبِیِّ فَقَدْ دَخَلَ فِیْهِ غَیْرُهُنَّ۔ رُوِیَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَةِ مَاخَرَجَتْ مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا لِصَلٰوةٍ وَلَا حَجٍّ وَلَا عُمْرَةٍ حَتّٰی اُخْرِجَتْ جَنَازَتُهَا مِنْ بَیْتِهَا فِی زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقِیْلَ لَهَا لِمَ لَا تَحُجِّیْنَ وَلَا تَعْتَمِرِیْنَ فَقَالَتْ قِیْلَ لَنَا وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ ○

ناظرین کرام اس عبارت کو ذرا غور سے پڑھیں

ازواج مطہرات جو ام المومنین ہیں، ان کا تو یہ اہتمام ہے کہ دروازہ حجرہ

تک قدم نہیں رکھتیں اور حج وعمرہ اگرچہ ان پر فرض نہ بھی ہو مگر موجب ثواب ضرور تھا۔لیکن اس کیلئے نکلنا بھی انہوں نے گوارہ نہ فرمایا،اور جب صحابہ نے عرض کیا تو فرمادیا۔

قِيلَ لَنَا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ
یعنی کیسے نکلیں ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور گھروں میں آرام کریں؟

اس جواب سے ہر ذی فہم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل بالکل مطابق حکم الٰہی تھا،اور اس غرض سے اس کی پابندی تھی کہ عوام اس سے سبق لیں۔

افسوس!آج فضائے عالم اس قدر تنگ وتاریک ہے۔آزادی کی آندھیاں ہر طرف سے چل رہی ہیں۔شعار مذہبی کی قدیم عمارتیں گرانے کو تحریفات کی بارانی ہے۔اللہ کریم رحم کرے اور ہمارا پردہ رکھ لے۔

برادران اسلام

ام المومنین جو تمام مسلمانوں کی ماں ہیں ان کیلئے یہ حکم اور اس پر ان کا یہ عمل ہے تو ماوشما کو کتنی پابندی کی ضرورت ہے؟ بیت

زلیخا گفت چشم زن کور باد چو بیروں شد از خانہ در گور باد

دلائل قرآنیہ سے عورتوں کو اجانب اور نامحرم سے پردہ کرنا فرض ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ ۝
اے ایمان والو!ہمارے محبوب کے کاشانہ اطہر میں بغیر اجازت حاصل

کیے نہ داخل ہو

اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر مستورات کو اجانب سے چہرہ چھپانا ضروری نہ ہوتا تو آپ کے گھروں میں بھی اجانب کا بلا اجازت داخلہ جائز ہوتا۔ مگر چونکہ گھر میں کھلے چہرے رہنا جائز ہے اور اجانب سے پوشیدہ کرنا ضروری ۔ بنابریں حکم ہوا کہ ،،اجازت لے کر گھروں میں آؤ تا کہ عورتیں مستور ہو جائیں'' آگے چل کر اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی:

فَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ ○

اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ کے باہر سے مانگو۔

برادران اسلام! وراء حجاب کو ذرا سمجھ لیں کہ یہ کیا بتا رہا ہے۔ آیا بے نقاب و بلا حجاب اجانب سے دو بدو گفتگو کی اجازت دے رہا ہے یا پردہ کی۔ اس سے زیادہ صاف و صریح اور کیا حکم ہوگا۔ صاحب تفسیر احمدی و نورالانوار حضرت مولانا ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْاٰيَةُ هِيَ الْاٰيَةُ الَّتِيْ يُفْهَمُ مِنْهَا اَنْ يَّحْتَجِبَ النِّسَاءُ مِنَ الرِّجَالِ ☆

یعنی یہی وہ آیت ہے جس سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اغیار و اجانب غیر محرم اشخاص سے پردہ کریں۔

اگرچہ اس آیہ کریمہ کا نزول ازواج مطہرات کی شان میں ہے لیکن بموجب قاعدہ مسلمہ اَلْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ۔

حکم عام ہے اور تمام مومنہ عورات پر حاوی

تفسیر احمدی میں ہے۔

لِاَنَّ مَوْرِدَهَا وَاِنْ كَانَ خَاصًّا فِيْ حَقِّ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لٰکِنَّ الْحُکْمَ عَامٌّ لِکُلٍّ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَیُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ تَحْتَجِبَ جَمِیْعُ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَ لَا یُبْدِیْنَ اَنْفُسَهُنَّ عَلَیْهِمْ ☆

یعنی اس آیت کریمہ کا مورد اگرچہ خاص ہے ازواج مطہرات سرور عالم ﷺ میں مگر اس کا حکم ہر مومنہ عورت کیلئے عام ہے۔ اس آیت سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ تمام عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں اور اپنے نفس کو ان پر ظاہر نہ کریں۔

اور لیجئے! قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰی اَهْلِهَا ○

اے ایمان والو سوائے اپنے مکانوں کے کسی غیر کے مکان میں داخل نہ ہو۔ جب تک سلام کر کے اجازت نہ حاصل کر لو۔

تَسْتَاْنِسُوْا کے معنی تَسْتَاْذِنُوْا ہیں اور قراءت ابی ابن کعب میں تَسْتَاْذِنُوْا ہی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہم نے عرض کیا حضور استیناس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ حصول اجازت کیلئے: سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کبیرا کہے یا کھنکارے (گلے سے آواز نکالے) تاکہ گھر والے اجازت دیں۔

قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِیْنَاسُ قَالَ یَتَکَلَّمُ الرَّجُلُ بِالتَّسْبِیْحَةِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّحْمِیْدِ اَوْ یَتَنَحْنَحُ یُؤْذِنُ اَهْلَ الْبَیْتِ ○

دوسری حدیث میں بھی اس کی تائید ہے:

اَلتَّسْلِیْمُ اَنْ تَقُوْلَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَدْخُلُ؟ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِذَا اُذِنَ لَهٗ دَخَلَ وَاِلَّا رَجَعَ ○

یعنی تسلیم سے یہ مراد ہے کہ آدمی اس طرح کہے السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس پر اگر اسے اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ واپس لوٹ جائے۔

ان شرائط سے صاف ظاہر ہے کہ اجنبی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کا مجاز نہیں، اور اس کی علت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ گھر میں مستورات بے پردہ ہاتھ پیر منہ کھولے بے حجاب رہتی ہیں، اور اجنبی سے پردہ واحتجاب لابدی ولازمی ہے۔

اور ملاحظہ ہو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ○

یعنی اے محبوب! مومنین کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کریں اور اپنے اندام خاص کی حفاظت رکھیں۔ یہ ان کیلئے پاکیزگی اور صفائی کے امور ہیں۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اجنبیہ کا بلا اجازت شرعی منہ ہاتھ دیکھنا ناجائز ہے خاص کر اس پر آشوب زمانہ میں کہ ہر طرف فتنہ وفساد کی آندھیاں چل رہی ہیں اور شاید ہی کوئی نظر فتنہ سے خالی ہو۔

پھر جس طرح مرد کو اجنبیہ کی طرف دیکھنا منع فرمایا اسی طرح عورت کو حکم ہوا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى

عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

یعنی اے محبوب! ایمان والی خواتین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی محافظت کریں اور اپنی آرائش نہ دکھائیں مگر بضرورت جو ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈالے رہیں اور اپنی آرائش نہ دکھائیں (یعنی پوشیدہ رہیں) مگر اپنے شوہروں یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں سے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں سے یا اپنی عورتوں یا اپنے مملوکوں لونڈی وغلامان شرعی سے یا ان خدمت گاروں سے جن کو عورتوں کی حاجت نہ رہی ہو۔ (جیسے خواجہ سرا یا شیخ فانی) یا ان کمسن بچوں سے جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور تم سب اے مسلمانو! اللہ کی طرف رجوع کرو کہ فلاح دارین حاصل ہو۔

آیات متذکرہ میں صاف حکم ہے کہ طبقہ نسوانی باستثناء مستثنیات سب سے پوشیدہ رہے۔ بالخصوص سر، سینہ، کان، چہرہ گردن کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے۔

یہی سبب ہے کہ الا ما ظھر منھا فرما کر استثنا فرما دیا۔ اس لیے کہ زینت نام ہے خوبصورتی کا، عام اس سے کہ وہ فطری ہو یا مصنوعی، لباس فاخرہ زیور وغیرہ سے ہو یا حسن وجمال بشرہ وخط وخال جسم سے۔

ظاہری زینت وہ ہے

جس کے پوشیدہ کرنے میں وقت ضرورت مشکل ہو۔ جیسے انگوٹھی چادر برقعہ جس کے ظاہر ہونے میں بوقت ضرورت مانع شرعی نہیں۔

باطنی زینت جس کا پوشیدہ کرنا ضروری ہے

وہ چہرہ ہاتھ گٹوں تک ہے جو اشد ضرورت پر ظاہر کرنا جائز ہے اور جن سے چہرہ چھپانا غیر ضروری ہے وہ سابقاً بیان ہو چکے، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو وہ زینت جس کے اظہار میں نقصان نہیں وہ محض لباس ہے۔

بنابریں واضح لائح اور روشن ہو گیا کہ باتفاق علماء کرام وصحابہ عظام چہرہ، ہاتھ، لباس ملبوسہ اجانب (اجنبیوں) کے آگے ظاہر کرنا ممنوع ہے لیکن وقت اشد ضرورت بقدر رفع ضرورت جائز ہے۔ بشرطیکہ اس اظہار سے خوف فتنہ وفساد نہ ہو ورنہ کسی ضرورت پر بھی جائز نہیں

ناظرین کرام! غور فرما کر انصاف کریں کہ شریعت مطہرہ پردہ کو کس قدر مہتم بالشان بتا رہی ہے۔ علماء فقہاء اور مفسرین کرام کی اکثریت اسی طرف ہے۔

ہاں بعض اس طرف گئے ہیں کہ چہرہ ہاتھ قدم چھپانا اس وقت غیر ضروری ہے جبکہ نظر بد سے امن ہو، لہٰذا اس جماعت کی تجویز سے بھی اب ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے اس لیے کہ نظر بد سے امن نہیں۔ چنانچہ اخبار بین حضرات کو اس کا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تجربہ ہے۔

تفسیر احمدی میں ہے:

وَاِلَی الْحُرَّۃِ الْاَجْنَبِیَّۃِ مُطْلَقًا اِنْ لَّمْ یَاْمَنْ مِنَ الشَّھْوَۃِ وَمَا سِوَی الْوَجْہِ وَالْکَفِّ اِنْ اٰمِنَ مِنْھَا☆

یعنی چہرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے اگر شہوت سے امن نہ ہو اگر شہوت سے امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دکھانا جائز ہے۔ باقی ہر حصہ بدن کو دکھانا دیکھنا اس پر نظر کرنا حرام ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ فی زمانہ عورتوں کا بے نقاب پھرنا فتنہ سے خالی ہے یا

موجب تخت فتنہ وفساد کا، آج کوئی خوش فہم سنجیدہ مزاج مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ مستورات بے نقاب کھلے بندوں پھریں تو نگاہ فساق وفجار سے محفوظ رہیں گی اور کوئی نظر بدان پر اثر نہ کرے گی۔

بنا برایں بموجب اصول اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ

بعض علماء بھی اس موجودہ حالت پر اجازت نہیں دیتے۔ کتب فقہ وتفاسیر میں تمام تر روایات وعبارات اجازت، قید عدم شہوت وعدم فتنہ کے ساتھ مقید ہیں کہیں بھی مطلقا اجازت ورخصت نہیں ہے۔ چنانچہ ذیل میں چندوہ عبارتیں نظر ناظرین ہیں جن میں اجازت ہے کہ چہرہ، ہاتھ وغیرہ پوشیدہ نہ رہے، اور آج کل اخباروں میں انہی روایتوں سے رفع حجاب پر سند لاتے ہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ذخیرۃ اور ینابیع سے ہے:

اَلنَّظْرُ اِلَی الْاَجْنَبِیَّاتِ فَنَقُوْلُ یَجُوْزُ النَّظْرُ اِلٰی مَوَاضِعِ الزِّیْنَۃِ الظَّاھِرَۃِ مِنْھُنَّ وَ ذَالِکَ الْوَجْہِ وَالْکَفِّ فِی ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ کَذَا فِی الذَّخِیْرَۃِ وَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّہٖ اَنَّہٗ یَشْتَھِیْ فَھُوَ حَرَامٌ (کَذَا فِی الْیَنَابِیْعِ)

مطلب یہ ہے کہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مواضع زینت ظاہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اور وہ چہرہ اور کف دست ہے، اور اگر ظن غالب ہو شہوت کا تو دیکھنا دکھانا حرام ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خوف شہوت فتنہ نہ ہونے کی صورت میں جائز ہے اور جہاں گمان شہوت ہو وہاں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے کہ اجازت مطلق نہیں ہے۔

فتاوی سراجیہ میں ہے:

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْاَجْنَبِیَّۃِ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَنْ شَھْوَۃٍ لَیْسَ بِحَرَامٍ لٰکِنَّہٗ

مَكْرُوْهٌ (كذا في السراجيه)

یعنی اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا حرام نہیں مگر مکروہ ہے۔

اس سے بھی صاف واضح ہے کہ اگر خوف شہوت ونظر بد ہو تو اظہار حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

قہستانی میں ہے:

يَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنَ الْحُرَّةِ الْاَجْنَبِيَّةِ اِلَى الْوَجْهِ وَ هٰذَا فِيْ زَمَانِهِمْ وَ اَمَّا فِيْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّةِ☆

یعنی مرد اجنبی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے لیکن یہ اجازت زمانہ صحابہ وتابعین میں تھی مگر ہمارے زمانہ میں جوان عورتوں کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ قہستانی اپنے مبارک زمانہ کی نسبت فرمارہے ہیں:

فِيْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّةِ۔

یعنی ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔

تو پھر اس زمانہ موجودہ میں بطریق اولی ممنوع ہوا۔ اللہ توفیق عمل دے اور انصاف عطا کرے! آمین بجاہ سید المرسلین۔

شامی میں ہے:

وَشُرِطَ لِحِلِّ النَّظَرِ اِلَيْهَا اَلْاَمْنُ بِطَرِيْقِ الْيَقِيْنِ عَنِ الشَّهْوَةِ☆

یعنی اجنبیہ کے چہرہ کی طرف اس شرط سے دیکھنا جائز ہے کہ امن شہوت سے یقینی ہو۔ یعنی نظر بد اور خیال فاسد کا شائبہ بھی نہ ہو۔ تو کیا آج کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم صاف باطنی سے دیکھتے ہیں۔

ہدایہ میں ہے:

اِنْ کَانَ لَا یَاْمَنُ الشَّہْوَۃَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی وَجْہِہَا اِلَّا لِحَاجَۃٍ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَاَۃٍ اَجْنَبِیَّۃٍ عَنْ شَہْوَۃٍ صُبَّ فِیْ عَیْنَیْہِ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاِذَا خَافَ الشَّہْوَۃَ لَمْ یَنْظُرْ مِنْ غَیْرِ حَاجَۃٍ تَحَرُّزًا عَنِ الْمُحَرَّمِ ☆

مطلب یہ ہے کہ اگر شہوت سے بے خوف نہ ہو تو اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف ہرگز نہ دیکھے مگر کسی خاص حاجت سے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جس نے اجنبیہ کے محاسن وخوبی کی طرف نظر شہوت سے دیکھا اس کی آنکھوں میں بروز قیامت سیسہ گلا کر ڈالا جائے گا۔

اس سے بھی ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔

شامی بحوالہ تاتارخانیہ فتاوی تاتارخانیہ سے صاحب شامی ایک اور عبارت نقل کرتے ہیں۔ جو مانعین کی موید ہے وہو ہذا:

فِی التَّتَارْخَانِیَّۃِ وَفِیْ شَرْحِ الْکَرْخِیِّ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ الْاَجْنَبِیَّۃِ الْحُرَّۃِ لَیْسَ بِحَرَامٍ وَلٰکِنَّہٗ یُکْرَہُ بِغَیْرِ حَاجَۃٍ وَظَاہِرُہٗ الْکَرَاہَۃُ وَلَوْ بِلَا شَہْوَۃٍ وَاِلَّا فَحَرَامٌ اَیْ اِنْ کَانَ عَنْ شَہْوَۃٍ حَرُمَ وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّۃِ لَا لِاَنَّہٗ عَوْرَۃٌ بَلْ لِخَوْفِ الْفِتْنَۃِ ☆

یعنی تاتارخانیہ اور شرح کرخی میں ہے کہ اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے، اور ظاہر ہے کہ مکروہ تب ہے جبکہ بلا شہوت ہو ورنہ حرام ہے یعنی اگر بہ شہوت ہو تو حرام ہے لیکن ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف بوجہ خوف فتنہ کے دیکھنا ممنوع ہے۔

ناظرین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں!

وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّۃِ

اور ہمارے زمانہ میں بوجہ خوف فتنہ جوان عورت کو دیکھنا منع ہے۔

بحرالرائق شرح کنز الدقائق

بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

حَرُمَ النَّظَرُ اِلٰی وَجْهِهَا وَوَجْهِ الْاَمْرَدِ اِذَا شَكَّ فِی الشَّهْوَةِ قَالَ مَشَائِخُنَا تُمْنَعُ الْمَرْءَةُ الشَّابَّةُ مِنْ كَشْفِ وَجْهِهَا بَيْنَ الرِّجَالِ فِی زَمَانِنَا لِلْفِتْنَةِ☆

اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش لڑکے کے چہرہ کی طرف دیکھنا حرام ہے اگر خوف شہوة ہو۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جوان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا ہمارے زمانہ میں بوجہ فتنہ کے۔

حضرات! مندرجہ بالا نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ وعبارات فقہیہ سے کشف وجہ نساء (عورتوں کے کھلے منہ پھرنے) کی حرمت وممانعت ظاہر وباہر ہوچکی اوران کے منہ چھپا رکھنے کی غرض بھی معلوم ہوگئی اور حق وباطل کا امتیاز بوجہ احسن ہوگیا اب فیصلہ آپ کے ہاتھ یا ضمائر پر ہے انصاف کیجئے۔ خوف الٰہی فرمایئے اور بالآخر اپنے ناموس کی حرمت ملحوظ رکھئے!

مندرجہ بالا تحقیق تو مسئلہ نظر میں تھی جبکہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کو نظر الی وجہ العورة میں مخصوص رکھا جائے۔ اب ذرا علامہ بیضاوی کی تحقیق بھی ملاحظہ ہو!

وہ فرماتے ہیں کہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کا حکم محض نماز کیلئے ہے اور نظر الی الغیر سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ انتہی۔ ملاحظہ ہو بعینہ عبارت حاضر ہے:

اَلْاَظْهَرُ اِنَّ هٰذَا فِی الصَّلٰوةِ لَا فِی النَّظَرِ فَاِنَّ كُلَّ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ وَلَا يَحِلُّ بِغَيْرِ الزَّوْجِ وَالْمَحْرَمِ النَّظَرُ اِلٰی شَیْءٍ مِنْهَا اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَالْمُعَالَجَةِ وَتَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ☆

یعنی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے ہاتھ اور قدموں کے چھپائے۔ یہ نظر کا حکم ہی نہیں۔ اس لیے کہ حرہ از سرتاپا واجب الستر ہے اور سوائے خاوند اور محرم کے کسی کو وہ اپنا بدن یا بدن کا حصہ نہ دکھائے اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بضرورت شدیدہ مثل معالجہ وغیرہ اور تحمل شہادت کے۔

یعنی جب شاہد کی ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے۔ (۱) تحقیق کی بناء پر شرط حفظ امن وعدم شہوت بھی بیکار ہے۔ بلکہ صاف طور پر ثابت ہے کہ عورت از سرتاپا عورت ہے اس کا کوئی حصہ غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں۔

یہی حکم ابن مسعود اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اقوال سے مستفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں ہے:

مِنَ الزِّيْنَةِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ هِيَ الثِّيَابُ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت سے مراد ظاہری کپڑے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هِيَ الْكُحْلُ وَالْخَاتَمُ وَالْخِضَابُ فِي الْكَفِّ۔

فرماتے ہیں زینت ظاہرہ سے مراد کاجل، سرمہ، انگوٹھی اور ہاتھ کی مہندی ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

فَمَا كَانَ مِنَ الزِّيْنَةِ الظَّاهِرَةِ يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ الْأَجْنَبِيِّ النَّظَرُ إِلَيْهِ لِلضَّرُوْرَةِ مِثْلَ تَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ وَنَحْوِهِ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ إِذَا لَمْ يَخَفْ فِتْنَةً وَ شَهْوَةً فَإِنْ خَافَ مِنْ ذَالِكَ غَضَّ الْبَصَرَ☆

مطلب یہ ہے کہ جو ظاہری زینت ہے (یعنی بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کپڑا ہے اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ) کاجل، مہندی، انگوٹھی جو زینت ظاہرہ

میں ہے۔اس کی طرف اجنبی شخص عند الضرورۃ دیکھ سکتا ہے مثل تحمل شہادت وغیرہ کے بشرطیکہ شہوت وفتنہ کا خوف نہ ہو اور اگر دیکھنے میں فتنہ وشہوت کا خیال ہے تو نظر بند رکھے۔اور زینت ظاہرہ کو بھی نہ دیکھے۔

(از بحر الرائق)

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَلْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا اِحْدٰى عَيْنَيْهَا۔وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْمُرَادُ مِنْهَا خُفُّهَا وَمَلَابِسُهَا وَاسْتَدَلَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ: اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ بِهِنَّ يَصِيْدُ الرِّجَالَ۔وَقَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِO

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آیہ کریمہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد زینت ظاہرہ ہے اور وہ صرف ایک آنکھ ہے (یعنی بضرورت ایک آنکھ سے تمام جسم وچہرہ وپیر کو پوشیدہ کر کے دیکھیں اس لیے کہ ضروریات ایک آنکھ سے پوری ہو سکتی ہیں) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مراد زینت سے آیہ کریمہ میں عورت کا ظاہری کپڑا ہے (یعنی موزے اور اوپر کی چادر) اور وہ اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں کہ وہ ان کے ذریعہ مردوں کا شکار کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ نقصان دہ مردوں کیلئے کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔یعنی عورتیں محل فتنہ ہیں اور اجانب کا ان کے فتنوں سے محفوظ رہنا ناممکن ہے لہذا عورتوں کو اجنبی مردوں سے قطعا محجوب ومستور رکھنا چاہیے تاکہ فتنہ نہ رکا رہے۔

اب ناظرین کرام ذرا غور فرمالیں!

کہ حضور سید یوم النشور ﷺ تو یوں ارشاد فرمائیں اور ہم اپنی بہن، بیٹی، ماں، بہو، ساس وغیرہ کو جلسوں اور میلوں میں لے جائیں۔ باوجودیکہ فقہاء کرام نماز پنجگانہ کیلئے مومنین کے ساتھ مسجد میں آنے کو بھی حرام فرماتے ہیں۔

چنانچہ بدائع جلد اول صفحہ 157 میں ہے:

وَلَا يُبَاحُ لِلشَّوَابِّ مِنْهُنَّ الْخُرُوْجُ اِلَى الْجَمَاعَاتِ بِدَلِيْلِ مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ نَهَى الشَّوَابَّ عَنِ الْخُرُوْجِ وَلِاَنَّ خُرُوْجَهُنَّ اِلَى الْجَمَاعَةِ سَبَبُ الْفِتْنَةِ وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ وَمَا اَدّٰى اِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ ○

یعنی جوان عورتوں کو جماعت مسلمین میں نکلنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا۔ اس لیے کہ ان کا نکلنا جماعت کی طرف فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو شے حرام کی طرف مؤدی ہو وہ حرام ہے۔

لہذا عورت کا مسجد میں ادائے جماعت کو بھی آنا حرام ہے۔

کفایہ میں ہے۔

وَجَرٰى فِيْ مَجْلِسِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَوْمًا مَا خَيْرٌ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا خَيْرٌ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ فَلَمَّا رَجَعَ عَلِيٌّ اِلٰى بَيْتِهٖ اَخْبَرَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ خَيْرُ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ اَنْ لَا يَرَوْنَهُنَّ وَخَيْرُ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ اَنْ لَا يَرَيْنَهُمْ فَلَمَّا سَمِعَ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ قَالَ هِيَ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ ○

برادران اسلام یہ حدیث ایک تنہا ایسی جامع ہے کہ اگر خدا انصاف دے اور سخن پروری سے بچائے تو اس کے بعد کسی دلیل کی تلاش کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کا

ترجمہ ملاحظہ فرما کر غور کریں اور انصاف فرمائیں۔

ترجمہ۔ ایک روز نبی کریم ﷺ کی مجلس اقدس میں یہ بحث تھی کہ مستورات سے مردوں کے لئے کس طرح بہتری مل سکتی ہے۔ اور مردوں سے مستورات کو کس طرح؟ اس کو حضرت سیدی ومولائی اسد اللہ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا سے کہا۔ آپ نے فرمایا: مردوں کو عورتوں سے اس میں خیر ہے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورت کے حق میں اس میں بہتری ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ اس کا ذکر حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے دربار رسالت میں کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا هِيَ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ ایسا کیوں نہ فرمائیں وہ میری لخت جگر ہے۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو مردوں سے اور مردوں کو عورتوں سے محجوب ومستور رہنے میں دارین کی فلاح وبہبود بیان فرمائی اور ان کے ارشاد کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پسند فرمایا۔ انہی حدیثوں کی بنا پر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مستور رہنے کا حکم دیا اور الا ما ظهر منها سے چہرہ وہاتھ مراد نہیں لیے بلکہ صاف طور پر فرمادیا کہ مستثنیٰ زینت ظاہرہ یعنی برقعہ وچادر وغیرہ ہے۔

اس کے بعد صاحب کفایہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں:

فَدَلَّ اَنَّهٗ لَا يُبَاحُ النَّظَرُ اِلٰى شَيْءٍ مِنْ بَدَنِهَا وَلِاَنَّ حُرْمَةَ النَّظَرِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ وَعَامَّةُ مَحَاسِنِهَا فِي وَجْهِهَا فَخَوْفُ الْفِتْنَةِ فِي النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِهَا اَكْثَرُ مِنْهُ اِلٰى سَائِرِ الْاَعْضَاءِ۔☆

یعنی احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ عورت اجنبیہ کے کسی حصہ بدن کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ حرمت نظر کی علت فتنہ وفساد ہے اور تمام حسن وجمال اور کمال خوبصورتی چہرہ میں ہے تو چہرہ کی طرف دیکھنا بہ نسبت دیگر اعضاء کے زیادہ

موجب فتنہ وفساد کا ہوا۔ لہٰذا چہرے کی طرف دیکھنا قطعی ناجائز ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

وَبِنَحْوِ هٰذَا اِسْتَدَلَّتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلٰكِنَّهَا تَقُوْلُ هِيَ لَا تَجِدُ بُدًّا مِنْ اَنْ تَمْشِيَ فِي الطَّرِيْقِ وَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ تَفْتَحَ اِحْدٰى عَيْنَيْهَا لِتُبْصِرَ الطَّرِيْقَ فَيَجُوْزُ لَهَا اَنْ تَكْشِفَ اِحْدٰى عَيْنَيْهَا لِهٰذِهِ الضَّرُوْرَةِ وَالثَّابِتُ بِالضَّرُوْرَةِ لَا يَعْدُ وْمَوْضِعَ الضَّرُوْرَةِ

یعنی اسی قسم احادیث سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کشف وجہ کی حرمت پر استدلال کیا لیکن آپ فرماتی ہیں کہ بعض وقت عورت کو باہر نکلنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے اور راستہ پر چلنے کیلئے آنکھ کا کھولنا ضروری ہے لہٰذا وہ ایک آنکھ کھول کر چلے تا کہ راستہ نظر آجائے۔ پس قطع طریق کیلئے ام المومنین نے ایک آنکھ کھولنے کی عورت کو عند الضرورت اجازت عطا فرمائی۔ اور جو چیز کسی خاص ضرورت کیلئے جائز قرار دی گئی ہو اس کو قدر ضرورت سے متجاوز کرنا جائز نہیں۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ ان صاف وصریح ارشادات فقہاء سے عورت کو چہرہ ڈھانکنا کیسی وضاحت سے ثابت ہے اور درحقیقت اگر ہٹ دھرمی اور سخن پروری کو تھوڑی دیر کیلئے چھوڑ کر انصاف سے کام لیا جائے تو آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو جائے گا کہ عورت کے تمام جسم میں فقط چہرہ ہی موجب فساد اور محل فتنہ اور وجہ فریفتگی ہے ہاتھ، پاؤں قد وقامت کتنے ہی موزوں ہوں، رفتار وگفتار کیسی ہی قیامت خیز ہو لیکن آنکھ ناک بھنکتے ہی پھٹکار برستی ہے گو کوئی عضو بھی بجیلا نہ ہو مگر چہرہ زیبا جاذب نظر ہو پھر دیکھئے ہجوم نگاہ سے پیچھا چھڑانا دشوار ہوتا ہے کہ نہیں۔ عورت سرتاپا مرصع ہو لیکن ناک نہ ہو یا چشم نرگسیں نہ ہو تو کتے بھونکنے لگتے ہیں اور اگر چہرہ جاذب نظر ہے صراحی دار گردن ہے، سیمیں ذقن ہے خندہ پیشانی ہے تو اس کو دیکھ کر راہ

چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چہرہ پر تھیلا چڑھا کر عورت برہنہ ہو جائے تو ہر عضو اس کا مکروہ نظر آئے گا اور تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں فقط چہرہ کھلا رہے تو گودڑی میں لعل کہیں گے۔ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں لیکن حسن پرست چہرہ کے پرستار نظر آتے ہیں غرضیکہ چہرہ ہی ہے جو دیکھنے والے کو متوالا و فریفتہ بنا دیتا ہے اور اس پر فتن زمانہ میں نمائشی لیڈر تو لیڈر بعض نام نہاد خوشامد پسند ملا بھی لیڈروں سے دب کر خود غرض مطلب برآری کی خاطر بعض حاکموں کی غلط کاریوں کو بھی مطابق شریعت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کر رہے ہیں اور روایات فقہیہ کی قطع و برید کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں حالانکہ جس قدر روایات ہیں سب کی سب مقید ہیں، قید عدم شہوت وعدم فتنہ سے اور یہ امر ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد چہرہ دیکھنے سے وابستہ ہے اور اسی چہرہ کی ستم شعار نظر بازی کے سبب کہتے ہیں کہ بعض مدرسین کو مدارس سے معطل ہونا پڑا۔ (العاقل تکفیہ الاشارہ) (عقل مند کو اشارہ کافی ہے)

وہ احادیث

جن میں عورت کیلئے چہرہ چھپانے کا صاف حکم ہے

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ○

یعنی جو شخص اجنبی عورت کو دیکھے اس پر اور جو عورت بے حجاب رہ کر غیر مرد کو دیکھنے کا موقع دے ان دونوں پر خدا کی لعنت۔

ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور انور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ ○

عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیروں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے۔ شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور اس کو اغواء کرنے اور اس کے ذریعہ مردوں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اجنبیہ کی طرف دیکھنے والے مرد کو شیطان فرمایا ہو۔

بخاری و مسلم میں حضرت شیبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ ○

تم اپنے آپ کو عورتوں میں داخل ہونے سے بچاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور، جیٹھ وغیرہ؟ یعنی ان لوگوں کیلئے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر سے رشتہ دار ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حم (دیور) موت ہے۔ یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت ضروری ہے۔ (حم عربی زبان میں شوہر کے آباؤ ابناء کے بغیر باقی رشتہ داروں کو کہتے ہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنثوں تک کو مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔

بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ ○

یہ لوگ ہرگز تم پر داخل نہ ہوں۔

ترمذی و ابوداؤد میں انہی سے مروی ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ جناب ابن ام مکتوم جلیل القدر

صحابی (نابینا) حرم نبوی میں تشریف لائے تو سرکار نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ بیبیو! پردہ کرلو۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور ابن مکتوم تو نابینا ہیں وہ ہمیں کیا دیکھیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

کہ کیا تم بھی نابینا ہو اور انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ حدیث یہ ہے:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةُ اِذْ قبل ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ ○

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد نامحرم خواہ عورت کو دیکھے یا نہ دیکھے اس پر عورت کو نظر کرنا حرام ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کا واقعہ اس مسئلہ کا عملی پہلو ظاہر کرتا ہے اور یہ گمان کرنا کہ ان کے کپڑوں میں پردہ کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا یا (معاذ اللہ) ازواج مطہرات ان کو غور سے دیکھتی تھیں۔ یا یہ تاویل کرنا کہ حضور ﷺ نے نظر بند کرنے کا حکم دیا محض پادر ہوا باتیں ہیں۔ اس لیے کہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان سے قطعی بعید ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں خلاف لباس شرعی یا بے ستری کی حالت میں حاضر ہو۔ نیز اگر ان کے ستر میں کسی قسم کی کمی تھی تو حضور بھی رخ انور پھیر لیتے یا آنکھیں بند کر کے ان کو ہدایت فرماتے، اور اگر نامحرم کو دیکھنا جائز ہوتا تو آقائے نامدار ﷺ بیبیوں پر حجاب کی تاکید نہ فرماتے۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے حبشیوں کی تلواروں کا تماشا دیکھا اور خود حضور ﷺ نے دکھایا۔ اس واقعہ سے بعض ملاؤں نے اپنے دعویٰ کی تائید میں جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی اجانب (نامحرم) کے دیکھنے کی تہمت لگائی ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ

ان کے بدن کو نہیں دیکھتی تھیں بلکہ ان کی تلواروں کے تماشے یا ہاتھوں کو دیکھتی تھیں۔

بخاری شریف میں ہے:

اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَةُ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِہٖ اَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِھِمْ ○

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں امام قسطلانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَ اٰلَاتِھِمْ لَا اِلٰی ذَوَاتِھِمْ اِذْ نَظَرُ الْاَجْنَبِیَّةِ اِلَی الْاَجْنَبِیِّ غَیْرُ جَائِزٍ ☆

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور انور ﷺ کو ایک روز اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا اور حبشی لوگ تلواروں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارک سے مجھے چھپالیا اور میں ان کے کھیل کی طرف دیکھ رہی تھی۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

یعنی ان کے آلات (تلوار وغیرہ) کی طرف دیکھتی تھی۔ ان کے جسم کی طرف نہیں۔ اس لیے کہ عورت اجنبیہ کو اجنبی مرد کی طرف دیکھنا ناجائز ہے۔ جو لوگ تلواروں کے کرتب دکھاتے ہیں یا پھری، گتکہ، بنا، لکڑی کا کھیل کھیلتے ہیں ان کی نظریں تلواروں اور اطراف بدن پر ہوتی ہیں اور دیکھنے والوں کی نظریں ان کی حرکات و آلات کی طرف بلکہ اس وقت تو ان کا دیکھنا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ ام المومنین لہو و لعب میں کیوں مصروف تھیں اس کا جواب امام قسطلانی نے دے دیا کہ وہ کھیل ایسا نہ تھا کہ جس میں اضاعت وقت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہو۔ بلکہ وہ جہاد میں کام آنے والے کرتب

تھے۔ اور آپ کو اس غرض سے دکھائے گئے کہ آپ تلواروں کے ہاتھوں کو ضبط کر لیں اور پھر مستورات کو سکھائیں۔ چنانچہ امام قسطلانی فرماتے ہیں:

لَعَلَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تَرَكَهَا تَنْظُرُ اِلٰى لَعِبِهِمْ لِتَضْبُطَهُ وَتَنْقُلَهُ لِتُعَلِّمَهُ بَعْدُ

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فِيْهِ جَوَازُ اللَّعِبِ بِالسِّلَاحِ لِلتَّدْرِيْبِ عَلَى الْحَرْبِ وَالتَّنْشِيْطِ عَلَيْهِ وَجَوَازُ نَظْرِ النِّسَاءِ اِلٰى فِعْلِ الْاَجَانِبِ وَاَمَّا نَظْرُهُنَّ اِلٰى وَجْهِ الْاَجْنَبِيَّةِ فَاِنْ كَانَ بِشَهْوَةٍ فَحَرَامٌ اِتِّفَاقًا وَاِنْ كَانَ بِغَيْرِهَا فَالْاَصَحُّ التَّحْرِيْمُ وَقِيْلَ كَانَ هٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ؀

یعنی اس واقعہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ ایک تو تلوار وغیرہ آلات حرب سے کھیلنے کا جواز تا کہ شوق ورغبت علی الجہاد پیدا ہو۔

ثانیاً عورتوں کو اجانب کے افعال کی طرف دیکھنا جائز ہوا لیکن عورتوں کو اجنبی مردوں کے چہرہ کی طرف بشہوت دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اور بلاشہوت بھی بنا بر قول اصح حرام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ قبل نزول حجاب کا ہے اس قول کی بنا پر تو مخالفین پردہ کا استدلال بالکل باطل ہو جاتا ہے اور امام قسطلانی کے قول کو اختیار کیا جائے تو مانا جائے کہ یہ واقعہ بعد نزول حجاب کا ہے تب بھی مخالف کو اصلا مفید نہیں جبکہ اس میں اجانب کی طرف نظر کرنے کا قطعی انکار اور ان کے آلات کی طرف دیکھنے کا اقرار ہے۔

بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ

وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ ○

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پس پشت سواری پر سوار تھے۔ ایک عورت قبیلہ خثعم کی حاضر ہوئی۔ حضرت فضل اس کی طرف دیکھتے تھے اور وہ ان کی طرف تو حضور نے فضل کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اگر اجانب مرد و زن کو چہرہ دیکھنا ممنوع نہ ہوتا تو حضور ﷺ کیوں فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ پھیرتے؟

بخاری شریف کی ایک حدیث ہے کہ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا:

إِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لَمَّا رَأَى مِنْ شِبْهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَعَ أَنَّهٗ كَانَ أَخَا سَوْدَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

یعنی آپ ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اپنے بھائی سے پردہ کیا کرو کیونکہ وہ عتبہ کے مشابہ ہیں۔ اس وقت سے انتقال کے وقت تک آپ نے اپنی بہن کو نہیں دیکھا، باوجودیکہ بھائی تھے۔ لیکن ادنیٰ شبہ سے کہ مبادا اجنبی ہوں حضور ﷺ نے حجاب کی تاکید فرمائی۔

العبد المذنب سید احمد المکنی بابی البرکات سنی حنفی قادری
ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان